

از عدالتِ عظمیٰ

شری ایس پی جے سوال ای ٹی سی۔

بنام
آمدنی ٹیکس کا کمشنر

تاریخ فیصلہ: 6 مارچ، 1997

[ایس۔ سی۔ اگروال اور جی۔ بی۔ پٹناک، جسٹس صاحبان]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1961- دفعہ 61، 256(1) اور (2)- شخص الیہ- نیچنگ ڈائریکٹر- اسکے بچوں کو قرض دیا- تشخیصی افسر نے قرض سے حاصل ہونے والے سود پر ٹیکس لگایا- ٹریبونل نے قرار دیا کہ یہ بے نامی لین دین نہیں ہے، اور آمدنی سے حاصل شدہ منافع (سود) کو شخص الیہ کے ذمہ قابل ٹیکس نہیں ٹھہرایا جاسکتا- اپیل میں، ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ یہ لین دین حقیقی قرض نہیں تھا- سود کی رقم شخص الیہ کے ذمہ قابل ٹیکس قرار دی جاسکتی ہے- قرار پایا کہ، عدالت عالیہ کے فیصلے میں کوئی غلطی نہیں- کوئی مداخلت طلب نہیں کی گئی۔

انکم ٹیکس ایکٹ، 1961- دفعہ 256- عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار- کی وسعت

اپیل کنندہ، کمپنی 'K' کے نیچنگ ڈائریکٹر نے اپنے بچوں کی تشکیل کردہ شراکتداری فرم 'M' کے کریڈٹ میں کچھ رقم نکالی- مذکورہ رقم فرم 'M' کے کھاتوں میں شخص الیہ کو واپس کرنے کے لیے دکھائی گئی تھی، لیکن اسی دن یہ ظاہر ہوا کہ شخص الیہ نے مذکورہ رقم اپنے بچوں کو قرض کے طور پر دی ہے- تخمینہ کاری کے سال 1963-64 کے لیے قرض کی رقم سے حاصل ہونے والا سود شخص الیہ کے ذریعے اپنے ریٹرن میں دکھایا گیا تھا لیکن بعد میں مذکورہ رقم کو حذف کرتے ہوئے ایک نظر ثانی شدہ ریٹرن فائل کیا گیا- تخمینہ کاری کرنے شخص الیہ افسر نے قرض سے حاصل ہونے شخص الیہ سود کو تخمینہ کاری کرنے شخص الیہ کی آمدنی کے طور پر شامل کیا اور تخمینہ کاری کے احکامات منظور کیے- شخص الیہ نے انکم ٹیکس اپیلی ٹریبونل کمشنر اور انکم ٹیکس اپیلی ٹریبونل

کے سامنے اس حکم کو ناکام چیلنج کیا۔ بالآخر مشخص الیہ نے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 256(2) کے تحت معاملہ عدالت عالیہ کو بھیج دیا۔

بعد کے تخمینہ کاری سالوں کے لیے، تخمینہ کاری افسر اس نتیجے پر پہنچا کہ حاصل شدہ سود کی آمدنی مشخصہ مشخص الیہ کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے اور مشخص الیہ نے اپنے بچوں کو کوئی قرض پیش نہیں کیا تھا۔ تاہم ٹریبونل اس نتیجے پر پہنچا کہ لین دین بے نامی نوعیت کا نہ ہونے کی وجہ سے، حاصل شدہ سود کی آمدنی کو مشخص الیہ کی آمدنی نہیں کہا جاسکتا اور لہذا مشخص الیہ کے ہاتھ میں ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا۔ ریونیو کی اپیل پر، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ لین دین کو حقیقی قرض نہیں سمجھا جاسکتا اور اس لیے مذکورہ رقم سے حاصل ہونے مشخص الیہ سود پر قانون کی دفعہ 61 کے تحت ٹیکس لگایا جاسکتا ہے۔

لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ دلیل یہ تھی کہ ایک باپ اپنے بچوں کو سود وصول کیے بغیر قرض دینے کا حقدار ہے اور اس طرح کے قرض کی رقم سے حاصل ہونے والی آمدنی پر والد کے ہاتھوں ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ بھی دعویٰ کیا گیا کہ قرض کی رقم مزید حاصل ہونے والی سود کی آمدنی پر پہلے ہی بچوں کے ہاتھ میں ٹیکس لگادیا گیا ہے اور اس لیے اتنی ہی رقم پر دوبار ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ بھی دلیل دی گئی کہ عدالت عالیہ، ایکٹ کی دفعہ 256 کے تحت مشاورتی دائرہ اختیار کے تحت ٹریبونل کے نتائج میں مداخلت نہیں کر سکتی تھی کہ لین دین قرض کا لین دین تھا۔

ریونیو دلیل یہ تھی کہ اعتراض شدہ لین دین جو محض ایک غیر حقیقی ایڈجسٹمنٹ تھا اسے کسی بھی مشخص الیہ سے قرض نہیں کہا جاسکتا اور اس طرح دفعہ کی توضیحات کو راغب کرے گا۔ ایکٹ کی دفعہ 61 اور اس کے نتیجے میں اس سے حاصل ہونے والی آمدنی پر مشخص الیہ کے ہاتھوں میں عائد کیا جائے گا۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا: 1.1. مشخص الیہ اور اس کے بچوں کی طرف سے تشکیل کردہ فرم کے شراکت داروں کے درمیان لین دین اور بچوں کی فرم کے کھاتوں میں نام نہاد رقم کی واپسی اور اسی رقم کو مشخص الیہ کی فرم کے کھاتوں میں بچوں کے نام پر دوبارہ منتقل کرنا اور کچھ نہیں بلکہ ایک غیر حقیقی آلہ

ہے جو مشخص الیہ کے ٹیکس کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے اور کسی بھی طرح کے تصور سے مشخص الیہ کی طرف سے اپنے بچوں کے حق میں قرض کا لین دین نہیں ہو سکتا۔ لین دین محض ایک غیر حقیقی لین دین ہے جس کا مقصد ٹیکس کی ذمہ داری کو کم کرنا ہے اور یہ حقیقی قرض نہیں ہو سکتا۔ حالات میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عدالت عالیہ نے پوچھے گئے سوال کا جواب دینے میں اپنے مشاورتی دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے۔ اس طرح، عدالت عالیہ کے فیصلے میں کوئی غلطی نہیں ہے جس میں اس عدالت کی مداخلت کی ضرورت ہو۔

1.2. مشخص الیہ کی یہ دلیل کہ رقم سے حاصل ہونے والی آمدنی کے سلسلے میں مشخص الیہ کے بچوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے، کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔

انکم ٹیکس افسر بنام چودھری اتچیا، 218 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 239، پر انحصار کیا۔

شریمتی موہنی تھا پر بنام کمشنر انکم ٹیکس (سنٹرل)، کلکتہ و دیگران، 83 آئی ٹی آر 208؛ کمشنر انکم ٹیکس، مغربی بنگال III بنام پریم بھائی پارکھ، 771970 آئی ٹی آر 27 (ایس سی)؛ چیئرمین بنام ان لینڈ ریونیو کمشنر، (1943) 25 ٹیکس۔ Cas. 329، 317 اور تسلی داس کلاچند و دیگران بنام کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی سٹی، 42 آئی ٹی آر 1، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

کمشنر انکم ٹیکس، مغربی بنگال بنام کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ، 19 آئی ٹی آر 191؛ پٹناٹک اینڈ کمپنی لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس، اڑیسہ، 161 آئی ٹی آر 365؛ انکم ٹیکس کمشنر، پنجاب، جموں و کشمیر، اور ہماچل پردیش بنام ایس رگبیر سنگھ، 57 آئی ٹی آر 408 اور کمشنر انکم ٹیکس بنام شریمتی بیلیٹی سرید یوما، 216 آئی ٹی آر 826، کو ناقابل اطلاق قرار دیا گیا۔

مچل (ٹیکس کے انسپکٹر) بنام بی ڈیلونوبل لمیٹڈ، (1927) 1 کے بی 719، حوالہ دیا گیا۔

پسیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2587-92، سال 1983 وغیرہ۔

پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے آئی ٹی آر نمبر 65، سال 1974 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ذاتی طور پر۔

جواب دہندگان کے لیے جے رام مورتی، ٹی سی شرما، دھرو مہتا، سی رادھا کرشنا اور بی کرشنا

پر ساد۔

عدالت کا فیصلہ پٹنا تک جسٹس نے سنایا۔

خصوصی اجازت کی منظوری کے ذریعے یہ ایبلیس پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف کی جاتی ہیں، جس میں ریونیو کے حق میں اور مشخص الیہ کے خلاف پوچھے گئے سوال کا جواب دیا جاتا ہے۔ انکم ٹیکس ایبلی ٹریبونل ٹریبونل (چندی گڑھ بنچ) نے درج ذیل سوال کو انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 256(1) کے تحت جواب دینے کے لیے عدالت عالیہ کو بھیجا یعنی:-

"کیا ٹریبونل تخمینہ کاری کے سالوں 1967-68 سے 1970-71 کے لیے مشخص الیہ کے بچوں اور اس کی بیوی کے سلسلے میں سود کی وجہ سے اضافے کو حذف کرنے میں قانونی طور پر درست رہا ہے؟

تخمینہ کاری کے سال 1963-64 کے لیے مشخص الیہ نے ایکٹ کی دفعہ 256(2) کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کر کے دیا گیا حوالہ اس اثر پر لایا:

"کیا حقائق اور مقدمے کے حالات کے لحاظ سے 15,814 روپے کا اضافہ قانونی طور پر جائز ہے؟"

مشخص الیہ کار کرنا ڈسٹری کمپنی لمیٹڈ، کرناٹ کانینگ ڈائریکٹر ہے۔ کمپنی کے کھاتوں کے مطابق کہا گیا ہے کہ مشخص الیہ کے پاس 3.4.1962 پر 1,74,639.00 روپے، جمع تھے۔ مذکورہ رقم میسرز ماڈرن پراپرٹی ڈیلرز، کرناٹ کے کریڈٹ میں کم کی گئی تھی، جو کہ مشخص الیہ کے دو بیٹوں اور بیٹی پر مشتمل شراکت داری فرم ہے۔ مذکورہ شراکت داروں کا شراکت داری میں ہر ایک کا ایک تہائی حصہ تھا۔ مذکورہ رقم تین شراکت داروں کے کریڈٹ میں مساوی حصص میں میسرز ماڈرن پراپرٹی ڈیلرز کے کھاتوں میں دکھائی گئی تھی 1.4.1963 پر مزید مذکورہ رقم میسرز ماڈرن مزید امزیدٹی ڈیلرز کے کھاتوں میں مشخص الیہ کو واپس کرنے کے لیے دکھائی گئی تھی اور اسی دن یہ بھی دکھایا گیا کہ مشخص الیہ نے مذکورہ رقم میسرز ماڈرن مزید امزیدٹی ڈیلرز کے تین شراکت داروں کو یکساں طور پر قرض کے طور پر دی تھی۔ تخمینہ کاری کے سال 1963-64 کے دوران، مشخص الیہ نے اپنے ریٹرن میں مذکورہ بالا نام نہاد قرض کی رقم سے حاصل ہونے والا سود دکھایا تھا لیکن بعد میں مذکورہ رقم کو حذف کرتے ہوئے ایک نظر ثانی شدہ ریٹرن فائل کیا گیا۔ تاہم، تخمینہ کاری کرنے والا افسر اس نتیجے پر پہنچا کہ مذکورہ رقم سے حاصل ہونے والا سود کو تخمینہ کاری کرنے والا مشخص الیہ کی آمدنی کے طور پر لیا جانا چاہیے اور اسی کے مطابق تخمینہ کاری کا حکم منظور کیا

گیا۔ مشخص الیہ نے مذکورہ حکم کو انکم ٹیکس ایسیٹ کمشنر کے سامنے اپیل میں اور پھر ٹریبونل کے سامنے دوسری اپیل میں چیلنج کیا لیکن فورم میں ہار گیا۔ مشخص الیہ نے ایکٹ کی دفعہ 256(1) کے تحت حوالہ دینے کے لیے ٹریبونل سے رجوع کیا اور ٹریبونل نے انکار کر دیا، مشخص الیہ نے ایکٹ کی دفعہ 256(2) کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کر کے معاملہ بھیجا۔

تاہم، جہاں تک بعد کے تخمینہ کاری سالوں کا تعلق ہے، تخمینہ کاری افسر اس نتیجے پر پہنچا کہ حاصل شدہ سود کی آمدنی مشخصہ مشخص الیہ کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے اور درحقیقت مشخص الیہ کی طرف سے اپنے بچوں کو کوئی قرض پیش نہیں کیا گیا تھا جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ فرم۔ میسرز ماڈرن پراپرٹی ڈیلرز کے شراکت دار ہیں اور ایسیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے بھی تخمینہ کاری افسر کے حکم کی تصدیق کی۔ تاہم ٹریبونل اس نتیجے پر پہنچا کہ 1.4.1963 کی تاریخ کا لین دین بے نامی نوعیت کا نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ رقم سے حاصل ہونے والی سود کی آمدنی کو مشخص الیہ کی آمدنی نہیں کہا جاسکتا، اور اس لیے مذکورہ رقم پر ٹیکس مشخص الیہ کے ہاتھوں میں نہیں لگایا جاسکتا۔ ٹریبونل نے تخمینہ کاری سال 1963-64 کے سلسلے میں پہلے کے حکم پر غور کیا اور فیصلہ دیا تھا کہ اس سال کے لیے مشخص الیہ نے خود ریٹرن میں اشارہ کیا تھا کہ سود کی آمدنی اس کی آمدنی ہے جو بعد میں اس میں سے باہر نکلنے کا حقدار نہیں تھی اور اس وجہ سے رقم پر ٹیکس مشخص الیہ کے ہاتھوں میں عائد کیا گیا تھا۔ لیکن ٹریبونل نے ریونیو کی درخواست پر ایکٹ کی دفعہ 256(1) کے تحت منتقل ہونے کا حوالہ دیا جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے۔ پورے مواد کے تجزیے پر عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ لین دین کو بے نامی نہیں کہا جاسکتا اور اس میں ایکٹ کی دفعہ 60 کی توضیحات شامل نہیں ہوں گی۔ اس کے بعد عدالت نے ان حقائق اور حالات کی دوبارہ جانچ پڑتال کی جس کے تحت 1,74,639.00 روپے کی رقم مشخص الیہ کے دو بیٹوں اور بیٹیوں کے نام منتقل کی گئی تھی۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ مذکورہ لین دین کو حقیقی قرض نہیں سمجھا جاسکتا، اور اس لیے مذکورہ رقم سے حاصل ہونے والے سود پر ٹیکس قانون کی دفعہ 61 کے تحت مشخص الیہ کے ہاتھوں لگایا جاسکتا ہے۔ اس نتیجے کے ساتھ کہ مختلف سالوں سے پوچھے گئے سوالات کا جواب ریونیو کے حق میں اور مشخص الیہ کے خلاف دیا گیا ہے، مشخص الیہ نے اس عدالت کا رخ کیا ہے۔

مشخص الیہ بذاتِ خود پیش ہوا اور اس نے اپنے مقدمے کی استقامت سے بحث کی۔ مشخص الیہ نے دعویٰ کیا کہ زیر بحث لین دین کو اپیلی ٹریبونل کی طرف سے قرض قرار دیا گیا ہے اور مذکورہ نتیجہ حقیقت کے سوال پر ہونے کی وجہ سے، حقیقت کے سوال پر اس نتیجے میں مداخلت کرنے کے

لیے کسی حوالہ پر عدالت عالیہ کے لیے کھلا نہیں ہے۔ مشخص الیہ نے مزید دلیل دی کہ کوئی بھی باپ اپنے بچوں کو قرض دینے کا حقدار ہے اگر بچے ان سے کوئی سود وصول کیے بغیر بھی کوئی کاروبار کرنا چاہتے ہیں اور ایسی صورت میں اس طرح کے قرض کی رقم سے حاصل ہونے والی آمدنی پر والد کے ہاتھوں ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا اور عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچنے میں مکمل طور پر غلطی تھی کہ یہ حقیقی قرض کا معاملہ نہیں تھا اس بنیاد پر کہ کوئی سود وصول نہیں کیا گیا تھا۔ مشخص الیہ نے مزید زور دے کر کہا کہ زیر بحث رقم میسرس ماڈرن پراپرٹی ڈیلرز کے کھاتوں سے نکالی گئی ہے اور اس کے بعد مشخص الیہ نے مذکورہ میسرس ماڈرن پراپرٹی ڈیلرز کے شراکت داروں کو دے دی ہے اور کہا ہے کہ بالآخر مشخص الیہ کو رقم واپس کر دی گئی ہے، عدالت عالیہ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی کہ یہ قرض کالین دین نہیں تھا۔

دوسری طرف ریونیو کی طرف سے پیش ہوئے فاضل سینئر وکیل مسٹر رام مورتی نے دلیل دی کہ ایکٹ کے باب پنجم کا مقصد مشخص الیہ کی طرف سے بحالی کے ذریعے ٹیکس کی ذمہ داری سے بچنے یا اسے کم کرنے کے رجحان سے پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ یہ کہ مقصد ہونے کے ناطے، اعتراض شدہ لین دین جو محض ایک غیر حقیقی ایڈجسٹمنٹ تھا، اسے کسی بھی مشخص الیہ سے قرض نہیں کہا جاسکتا اور اس طرح ایکٹ کی دفعہ 61 کی توضیحات کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس سے حاصل ہونے والی آمدنی پر مشخص الیہ کے ہاتھوں میں لگانا پڑتا ہے۔ وکیل نے دلیل دی کہ معاملے کے اس تناظر میں عدالت عالیہ کے فیصلے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔

مشخص الیہ نے اپنی دلیل کی حمایت میں دعویٰ کیا کہ عدالت عالیہ ایکٹ کی دفعہ 256 کے تحت اپنے مشاورتی دائرہ اختیار کے تحت ٹریبونل کے اس نتیجے میں مداخلت نہیں کر سکتی تھی کہ یہ لین دین قرض کالین دین تھا، اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال بنام کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ، 19 آئی ٹی آر 191 کے معاملے میں، جس میں اس عدالت نے مشاہدہ کیا تھا:

"بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت اپیلی ٹریبونل کے ذریعے کیے گئے انکم ٹیکس حوالہ جات کے معاملے میں عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار ایک مشاورتی دائرہ اختیار ہے اور ایکٹ کے تحت حقائق پر ٹریبونل کا فیصلہ حتمی ہے، جب تک کہ اس پر اس بنیاد پر کامیابی سے حملہ نہ کیا جاسکے کہ ٹریبونل کے ذریعے درج کردہ حقائق پر نتائج کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا۔"

اس خاص معاملے میں مشخص الیہ نے انکم ٹیکس ایکٹ کی توضیحات کے تحت کچھ چھوٹ کا دعویٰ کیا تھا جیسا کہ اس وقت تھا لیکن تخمینہ کاری کی کارروائی کے کسی بھی مرحلے پر مشخص الیہ نے سوال میں چھوٹ حاصل کرنے کے لیے ضروری حقائق قائم نہیں کیے تھے۔ تاہم، عدالت عالیہ نے مچل کے کیس [1927] 1 کے بی 719 میں اصولوں کو لاگو کرنے والے ایک حوالہ پر، کچھ حقائق کو فرض کیا جو ثابت نہیں ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ مشخص الیہ دعویٰ کردہ کٹوتیوں کا حقدار ہے۔ اس لیے اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ عدالت عالیہ اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کر گئی ہے۔ اس تجویز کے ساتھ کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 256 کے تحت صرف قانون کے سوال پر عدالت عالیہ کو حوالہ دیا جاسکتا ہے اور عدالت قانون کے مذکورہ سوال کا جواب دے گی اور حقیقت کے سوال پر مداخلت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ مشخص الیہ نے پٹنامک اینڈ کمپنی لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس، اڑیسہ، 161 آئی ٹی آر 365 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر بھی انحصار کیا۔ جس میں اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا:-

"یہ کہ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کی دوبارہ جانچ پڑتال کرنے اور اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی کی کہ مشخص الیہ کی طرف سے کی گئی سرمایہ کاری کا حکومت کی طرف سے مشخص الیہ کے ساتھ دیے گئے احکامات سے کوئی تعلق نہیں تھا اور اس لیے نقصان سرمایہ کا نقصان تھا۔"

اس معاملے میں ٹریبونل واقعات کے سلسلے اور موٹر گاڑیوں کے لیے سرکاری احکامات کی وصولی کے ساتھ مشخص الیہ کی طرف مزید کی گئی سرمایہ کاری کی قربت پر غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ سرمایہ کاری مشخص الیہ کی فروخت کو آگے بڑھانے اور اس کے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے کی گئی تھی اور یہ کہ سرمایہ کاری تجارتی مقصد کے لیے کی گئی تھی اور اس طرح ہونے والا نقصان محصولات کا نقصان تھا۔ لیکن عدالت عالیہ نے اس نتیجے میں مداخلت کی تھی، اور اس لیے اس عدالت نے مشاہدہ کیا تھا کہ چونکہ عدالت عالیہ کو بھیجا گیا سوال اس مفروضے پر تیار کیا گیا تھا کہ اس کا فیصلہ ٹریبونل کے ذریعے بیان کردہ حقائق پر مبنی میٹرکس میں کیا جانا تھا، لہذا عدالت عالیہ شواہد کی دوبارہ تعریف کرنے میں غلط تھی۔

مشخص الیہ نے کمشنر انکم ٹیکس، پنجاب، جموں و کشمیر، اور ہماچل پردیش بنام ایس رگبیر سنگھ، 57 آئی ٹی آر 408 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر بھی انحصار کیا۔ جس میں غور کے لیے سوال یہ تھا کہ آیا وہ مشخص الیہ جس نے کنبہ کی تقسیم میں حاصل کردہ حصص کے سلسلے میں ٹرسٹ

بنایا تھا، انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 16(1)(c) کے پہلے فقرہ کی توضیحات کے تحت اس طرح کے بحالی سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ٹیکس لگایا جاسکتا ہے اور یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ مشخص الیہ نے ٹرسٹ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا اور ٹرسٹ اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے بنایا گیا تھا جو مشخص الیہ پر تھی، مشخص الیہ پر انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 16(1)(c) کے تحت ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ جیسا کہ حصص سے ہونے والی آمدنی کو محصول لینے والے کی آمدنی نہیں سمجھا جائے گا۔ اس عدالت کا مذکورہ نتیجہ ٹرسٹ ڈیڈ کی شرائط و ضوابط کی وجہ سے تھا اور یہ پایا گیا کہ اثاثے اور آمدنی ٹرسٹ ڈیڈ سے پیدا ہونے والی ذمہ داریوں سے بے شک متاثر تھے۔ ہم یہ سمجھنے میں ناکام ہیں کہ یہ فیصلہ کس طرح مشخص الیہ کے لیے کسی بھی طرح سے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

دوسری طرف ریونیو کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر رام مورتی نے شریعتی موہنی تھاپر بنام کمشنر انکم ٹیکس (سنٹرل)، کلکتہ و دیگران، 83 آئی ٹی آر 208 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا، جس میں مشخص الیہ کی طرف سے اپنی بیوی کو دیے گئے تحائف میں سے بیوی نے کچھ حصص خریدے تھے اور بقایا رقم کو ذخائر میں لگا دیا تھا اور غور کے لیے سوال یہ تھا کہ آیا بیوی کی طرف سے مذکورہ ذخائر اور حصص سے حاصل ہونے والی آمدنی کا مشخصہ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 دفعہ 16(3)(1)(3) کے تحت مشخص الیہ کے ہاتھوں کیا جانا تھا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ زیر بحث منتقلی براہ راست منتقلی تھی اور بیوی کی طرف سے وصول کی گئی آمدنی مشخص الیہ کی طرف سے براہ راست کی گئی نقد رقم کی منتقلی کے سلسلے میں بالواسطہ طور پر موصول ہونے والی آمدنی تھی، اور اس لیے، آمدنی اور اثاثوں کی منتقلی کے درمیان ایک قریبی تعلق تھا اور اس طرح مذکورہ آمدنی کو مشخص الیہ کی آمدنی میں انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 16(3)(a)(iii) کے تحت شامل کیا جانا چاہیے۔

مسٹر رام مورتی نے انکم ٹیکس کمشنر بنام شریعتی سیلٹی سریدیو ما، 216 آئی ٹی آر 826 کے معاملے میں بھی فیصلے پر انحصار کیا، لیکن مذکورہ معاملے میں انکم ٹیکس ایکٹ، 1961 کی دفعہ 64(1) کی شق (iv) اس بات پر غور کے لیے سامنے آئی کہ آیا کسی فرد کی کل آمدنی کا حساب لگانے میں وہ تمام آمدنی شامل کی جاسکتی ہے جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر نابالغ بچے کو ہوتی ہے یا نہیں۔ اسی سلسلے میں اس عدالت نے اس بیان محاورہ کے صحیح معنی کی وضاحت کی تھی کہ آمدنی قریب ترین ہونی چاہیے جیسا کہ پریم بھائی پارکھ کے معاملے، [1970] 77 آئی ٹی آر 27 (ایس سی) میں مشاہدہ کیا گیا

ہے۔ لیکن ہاتھ میں موجود معاملے میں ہم واقعی ایکٹ کی دفعہ 64(1) سے متعلق نہیں ہیں اور اس لیے معاملہ براہ راست مدد کا نہیں ہے۔

مشخص الیہ نے اپنی دلیل کے دوران یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ بچوں کو قرض کے لین دین کی رقم سے حاصل ہونے والی سود کی آمدنی پر پہلے ہی ان کے ہاتھ میں ٹیکس لگا دیا گیا ہے، اور اس لیے اس پر دوبارہ ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا۔ تاہم، مسٹر رام مورتی نے مذکورہ دلیل کو مسترد کرتے ہوئے زور دیا تھا کہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت اسسنگ آفیسر کو صحیح شخص یعنی اس شخص پر ٹیکس لگانے کا حق حاصل ہے جو کسی خاص آمدنی کے حوالے سے قانون کے مطابق ٹیکس کا جوابدہ ہے اور صرف اس وجہ سے کہ کسی غلط شخص پر کسی خاص آمدنی کے حوالے سے ٹیکس لگایا گیا ہے، اسسنگ آفیسر کو اس آمدنی کے حوالے سے صحیح شخص پر ٹیکس لگانے سے روکا نہیں گیا ہے۔ اس سلسلے میں، انہوں نے اس عدالت کے فیصلے انکم ٹیکس افسر بنام چودھری اتچیا (218 آئی۔ ٹی۔ آر 239) میں دی گئی رائے پر انحصار کیا، جہاں عدالت نے درج ذیل مشاہدات کیے:-

"ہماری رائے ہے کہ موجودہ ایکٹ کے تحت انکم ٹیکس افسر کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے جو اس کے پاس 1922 کے ایکٹ کے تحت تھا۔ وہ صرف صحیح شخص اور صحیح شخص پر ہی ٹیکس لگا سکتا ہے اور اسے لگانا چاہیے۔ "صحیح شخص" سے ہمارا مطلب وہ شخص ہے جو قانون کے مطابق، کسی خاص آمدنی کے حوالے سے ٹیکس کا پابند ہے۔ "غلط شخص" کا بیان محاورہ واضح طور پر "صحیح شخص" کے بیان محاورہ کے برعکس استعمال ہوتا ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ کسی غلط شخص پر کسی خاص آمدنی کے حوالے سے ٹیکس لگایا جاتا ہے، تشخیصی آفیسر کو اس آمدنی کے حوالے سے صحیح شخص پر ٹیکس لگانے سے روکا نہیں جاتا ہے۔ یہ اس حقیقت سے قطع نظر ہے کہ کون سا راستہ ریونیو کے لیے زائد فائدہ مند ہے۔"

اس عدالت کے مذکورہ فیصلے کے پیش نظر، مشخص الیہ کی یہ دلیل کہ مشخص الیہ کے بچوں پر رقم سے حاصل ہونے والی آمدنی کے سلسلے میں ٹیکس لگایا گیا ہے، کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ اس مرحلے پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ریونیو کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر رام مورتی نے منصفانہ طور پر کہا کہ باپ کے لیے اپنے بچوں کو ان کا کاروبار چلانے کے لیے قرض پیشگی کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے اور اس

طرح کے قرض یا اس طرح کے قرض سے پیدا ہونے والی آمدنی پر والد کے ہاتھوں ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا لیکن انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ حقیقت میں کوئی قرض پیشگی نہیں کیا گیا تھا اور یہ محض ایک غیر حقیقی آلہ تھا جسے ٹیکس کی ذمہ داری کو کم کرنے کے لیے مشخص الیہ نے ایجاد کیا تھا۔ یہ مناسب ہو گا کہ اس مرحلے پر لارڈ میک ملن کے وہ مشاہدات نقل کیے جائیں جو انھوں نے مقدمہ چیمبر لین بنام ان لینڈ ریونیو کمشنرز (1943) Tax Cas. 317,32925 میں کیے تھے۔

"یہ قانون سازیہ..... ٹیکس دہندگان کی طرف سے بحالی کے ذریعے ٹیکس کی ذمہ داری سے بچنے یا اسے کم کرنے کی کوشش کے بڑھتے ہوئے رجحان کو پیچھے چھوڑنے اور اس سے بچنے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ عام طور پر، یہ طریقہ مشخص الیہ کے ذریعہ اپنی جائیداد کے کچھ حصے کو اس طرح سے ٹھکانے لگانے پر مشتمل تھا کہ آمدنی اب اس کے ذریعہ وصول نہیں کی جانی چاہئے، جبکہ اس کے ساتھ ہی اس نے جائیداد یا اس کی آمدنی پر کچھ اختیارات، یا سود کو برقرار رکھا۔ قانون سازیہ کا جواب یہ اعلان کرنا تھا کہ جس آمدنی سے مشخص الیہ نے اس طرح خود کو الگ کرنے کی کوشش کی تھی، اس کے باوجود، اسے اس کی آمدنی کے طور پر سمجھا جانا چاہیے اور اسی کے مطابق اس کے ہاتھوں میں ٹیکس لگایا جانا چاہیے۔"

اور اس عدالت نے تلسی داس کلاچند ودیگر ان بنام انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی سٹی، 42 آئی ٹی آر 1 کے معاملے میں فیصلہ دیا تھا کہ مذکورہ بالا مشاہدات بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ اور اس کی دفعہ 16 کی توضیحات پر لاگو ہوتے ہیں جو اسی ارادے سے اور اسی مقصد کے لیے نافذ کیے گئے ہیں۔ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کا باب V بھی اسی مقصد کے لیے بنایا گیا ہے، اور اس لیے چیمبر لین کے معاملے (اوپر) میں مذکورہ بالا مشاہدات بھی لاگو ہوں گے۔

مانا جاتا ہے کہ مشخص الیہ اور اس کے بچوں کی طرف سے تشکیل کردہ فرم کے شراکت داروں کے درمیان لین دین، اور بچوں کی فرم کے کھاتوں میں 1.4.1963 پر نام نہاد رقم کی واپسی اور اسی رقم کو مشخص الیہ کی فرم کے کھاتوں میں بچوں کے نام پر دوبارہ منتقل کرنا اور کچھ نہیں بلکہ ایک غیر حقیقی آلہ ہے جو مشخص الیہ کے ٹیکس کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے مرتب کیا گیا ہے اور کسی بھی طرح کے تصور سے مشخص الیہ کو اپنے بچوں کے حق میں قرض کا لین دین نہیں مانا جاسکتا۔ یہ اس عدالت میں دائر حلف نامے میں بچوں کے متضاد موقف سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح کے غیر حقیقی لین دین کا مقصد محض ٹیکس کی ذمہ داری کو کم کرنا ہے اور اسے قرض نہیں سمجھا جاسکتا اور نہ ہی

حالات میں عدالت عالیہ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے پوچھے گئے سوال کا جواب دینے میں اپنے مشاورتی دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے۔ ہماری سمجھی ہوئی رائے میں، عدالت عالیہ کے فیصلے میں کوئی غلطی نہیں ہے جس میں اس عدالت کی مداخلت کی ضرورت ہو۔ اس کے مطابق اپیلیں خارج کر دی جاتی ہیں لیکن حالات میں اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔